Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کہ مین ہر ایک تعارض کو دور کر سکتا ہون۔ کیونکہ جو حقیقی اور واقعی تعارض ہوگا اوسکو

ظاہری معانی پر انکو دوسری آیات اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے برخلاف سمجھکر تھپھے اور اُڑینگے۔ اور ان ظواہر سے انکار کرینگے۔ اُس انکار ظواہر آیات کی پیڑی بھی انکے پیشوا دیانند نے جمادی ہے۔ اور آیات لیلۃ القدر سجود آدم و معجزات مسیح از قسم احیاء موتے و خلق طیور وغیرہ کے ظاہری معانی کو خلاف تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی و برخلاف حقائق نفس الامر پر قرار دیکر انکی تاویل کردی ہے۔ اور یہ انکار اپنا حدیث نبوی کو ظاہری معانی مین محدود و محصور نہین رکھا۔ ظواہر حدیث کو تو آپنے غلطی ہونے کے بہانہ سے نشانہ بنایا ہے۔ ظواہر قرآن کو اس حیلہ سے اوڑانا شروع کردیا ہے۔ کہ وہ ظواہر دوسری آیات کے مخالف ہین۔ اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کو منافی ہین جس سے یقین ہوتا ہے کہ آپکی یہ تطبیق و تاویل آپکے اتباع مین مسلم ہوگئی۔ (اور اسکو مسلم ہونے دے اور بادل و مضمحل کردے) تو آپ اور آپکے اتباع جملہ نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ کے ظاہر و حقائق سے منکر ہو جائین گے۔ اور پکے اور پورے باطنی و ملحد بن جائینگے۔ اے خدا تو اونکو اس بلا سے بچا۔

لہ یہ صاف و صریح اقرار ہے کہ آپ کے نزدیک صحیحین کی بعض احادیث مین حقیقی اور واقعی تعارض بھی موجود ہے جبکہ نہ آپ دور کرسکتے ہین نہ آپکے زعم مین کوئی اور شخص۔ اور تعارض آپکے نزدیک وضع و تحریف کی علامت ہے چنانچہ اپنی تحریر نمبر ۴ وغیرہ مین آپ بیان کر چکے ہین ان دونو مقدمات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ صحیحین مین آپکے نزدیک بعض احادیث موضوع بھی موجود ہین۔ یہ احادیث صحیحین پر آپکا تیرہوان حملہ ہے۔

ہین کیونکر دور سکتا ہون یا کوئی اور شخص کیونکر دور سکتا ہے اور آپنے جو مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ جو تعارض[۵۱] ابن صیاد والی حدیث اور گرجا والے دجال والی حدیث مین پایا جاتا ہے اس تعارض کے ماننے مین کون تمہارے ساتھ ہے۔ اس سوال سے مین متعجب ہون کہ جس حالت مین مدلل اور موجہ طور پر مین تعارض کو ثابت کر چکا ہون تو پھر میرے لئے ضرورت کیا ہے کہ مین کسی کی سلف مین سے تقلید ضروری سمجھون اور آپ بھی تو ریویو براہین احمدیہ صفحہ ۳۱۰ مین اس بات کو قبول کر چکے ہین کہ بلا تقلید غیری استدلال منع نہین۔ چنانچہ آپ اس صفحہ مین فرماتے ہین کہ ہمارے معاصرین جو باوجود ترک تقلید تقلید کے خوگر ہین۔ بلاواسطہ سابقین کسی آیۃ یا حدیث سے تمسک نہین کرتے اور جو بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے استدلال کرے اسکو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور آپکا یہ فرمانا کہ میرے کس لفظ سے یہ سمجھ لیا ہے کہ مین احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے مرتبہ صحت سے برابر سمجھتا ہون یہ مجھے آپ کی فحوائے کلام سے خیال گذرا تھا۔ اگر آپکا یہ مختار نہین ہے اور آپ میری طرح احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کریم کے مرتبہ صحت سے منتزل سمجھتے ہین اور قرآن کریم کو امام قرار دیتے ہین۔ اور محک[۵۲]

---

۵۱ مین نے یہ سوال نہین کیا۔ حاشیہ نمبر ۲ صفحہ (۲۵۲) اور متن صفحہ مذکور ملاحظہ ہو۔ اور جو اس سوال کے جواب مین آپنے کہا ہے وہ بھی بے محل ہے۔ اور جس عبارت ریویو سے آپنے استدلال کیا ہے وہ بھی آپکی مدعا سے اجنبی ہے۔ اس عبارت مین آیہ و حدیث کو ہوتے تقلید کو غیر ضروری بتایا گیا ہے۔ اور آپکا دعوے تعارض احادیث ابن صیاد و دجال محض باطل خیال ہے احادیث نبویہ سے اسپر شہادت پائی نہین جاتی حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۲۸۱ ملاحظہ ہو۔

۵۲ حدیث صحیح کا مرتبہ ثبوت مین قرآن کریم کے مساوی نہوتا تو بینے ظاہر کیا تھا مگر قرآن کا

صحت احادیث مجراتے ہین تو پھر میری غلطی[۵۱] ہے کہ مینے ایسا خیال کیا لیکن آپ درحقیقت قرآن کریم کا اعلیٰ مرتبہ مانتے ہین اور اسکو واقعی طور پر محک صحت احادیث قرار دیتے ہین اور اسکی مخالفت کیحالت مین کسی حدیث کو قبول نہین کرتے تو پھر تو آپ مجھ سے متفق الرائے ہین پھر اس لمبی چوڑی تکرار سے فائدہ کیا ہے

اور یہ جو آپنے مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجتہاد سے کیا مطلب ہے تو مین عرض کرتا ہون کہ اس جگہ اجتہاد سے مراد اس[۵۲] خاص کی اجتہاد فی الوحی ہے۔ کیونکہ یہ تو ثابت ہے اور آپکو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم وحی جلی مین

محکمیت صحت احادیث صحیحہ ہونا اپنی طرف سے ملاکر سمجھے اُن دونو باتو کو قابل قرار دیا اور سمین اپنی وجالیت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ مین بار بار کہہ چکا ہون کہ احادیث صحیحہ کا معیار صحت اصول روایت ہین۔ اور احادیث صحیحہ بثبوت صحت کے بعد خود بخود موافق قرآن ہوجاتی ہین۔ احادیث صحیحہ کی صحت کو قرآن سے نہین پہچانا جاتا۔ ممکن ہے کہ ایک حدیث کا مضمون قرآن کے مطابق ہو اور وہ حدیث صحیح نہو

۵۱ یہ غلطی کا اعتراف منافقانہ ہے۔ یہ اعتراف صادق اور دل سے ہوتا تو میرے اس اعتقاد کو کہ "احادیث صحیحہ کی صحت کا مرتبہ قرآن کے برابر نہین"۔ بیان و تسلیم کرنے کے بعد آپ اس مانی منائی ہوئی بات کو میرے خطاب مین پیش نکرتے حالانکہ آخری تحریر تک اس بات کا اپنے پیچھا نہین چھوڑا۔ ہر یک تحریر مین اسکا اعادہ کیا ہے۔

۵۲ اس قول مین قادیانی نے عجیب تدلیس و تلبیس سے کام لیا ہے اور اپنا دجال ہونا بہت حد سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اسکی جملہ تلبیسات و تحریفات مفصوں

اجتہادی طور پر

قرآن و حدیث کا اصل اصول یہی امر ہے جو اس قول میں اسنے اختیار کیا ہے۔
ناظرین اسکی شرح توجہ سے سنیں۔ اس قول میں آپنے دعوی یہ کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی مجمل میں اجتہاد کرتے اور اسمیں غلطی کیا کرتے۔ جو جملہ مجملات وحی متلو (قرآن مجید) اور وحی غیر متلو (حدیث شریف) کو شامل ہے اور اس دعوی سے قادیانی نتیجہ جتایا ہے کہ قرآن کی جو آیۃ مجمل ہے یا احادیث نبویہ سے جو حدیث مجمل ہے وہ محل اجتہاد ہے۔ اور یہیں غلطی ہو سکتی ہے۔ اسی نظر سے قادیانی نے اپنی تحریر نمبر ۴ میں یہ دعوی کیا تھا کہ "بعض حدیثیں اجتہادی طور سے آنحضرت ؐ نے فرمائی ہیں اس وجہ سے انمیں باہم تعارض ہو گیا ہے"۔ جسپر ہمنے اپنی تحریر نمبری ۵ میں سنے اجتہاد سے سوال کیا تھا۔ اوسکا جواب قادیانی نے اس قول میں دیا ہے جسکا مطلب مضمون تحریر نمبری ۴۔ اور ازالہ قادیانی کا مضمون صفحہ وصفحہ وغیرہ ملاکر یہ ہوا کہ بعض آیات و احادیث کی وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجمل ہوتی۔ آنحضرت ؐ اپنے اجتہاد سے اسکی تفسیر و تشریح فرماتے۔ اور اسمیں غلطی بھی کیا کرتے۔ اسیوجہ سے ان میں تعارض واقع ہو گیا ہے۔ اور احادیث متعلقہ دجال و ابن صیاد و حضرت مسیح اسی قسم سے ہیں آنحضرت کو اس باب میں کچھ مجمل وحی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تشریح و تفسیر اپنے اجتہاد سے کر کے وہ حدیثیں فرمادی ہیں۔ اور انمیں غلطی کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان احادیث میں تعارض واقع ہو گیا ہے"۔

اس عام دعوے (وحی مجمل قرآن و حدیث کو آنحضرت ؐ کے اجتہاد سے تفسیر کرنے

دخل دیا کرتے تھے

مرتبہ غلطی کے مرتکب ہوئے) پر جو دو دلیلیں قادیانی نے پیش کی ہیں وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خواب ہیں (چنانچہ حاشیہ آیندہ مضمون میں ان کی تشریح ہوگی)۔ اور نبی کا خواب گو ایک خاص قسم کی وحی ہے جسکی تعبیر اجتہاد سے ہو سکتی ہے۔ اور اسمیں غلطی ممکن ہے۔ مگر اس خاص قسم وحی کی محل اجتہاد و غلطی ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر قسم کی وحی مجمل قرآن و حدیث کی تفسیر آنحضرت اجتہاد سے فرماتے۔ اور اسمیں غلطی کیا کرتے۔

دعوے تو آپنے عام کیا کہ ہر ایک وحی مجمل قرآن و حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد کرتے اور اسمیں غلطی کے مرتکب ہوتے اور دلیل خاص ایک قسم (خواب) میں آنحضرت کا اجتہاد و غلطی کرنا پیش کیا اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور اس دھوکہ سے اپنا دجال ہونا ثابت کیا۔ مسلمان اور غیر مسلم سبھی عقلا اسپر اتفاق رکھتے ہیں کہ دلیل خاص سے دعوے عام ثابت نہیں ہوتا۔ مگر آپ کو ایسے اتباع لگگئے ہیں جو عقل سے بھی اب کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ جیسا کہ نقل کو پہلے ہی سے آپ سر بیعت کر کے سلام کہہ چکے تھے۔ لہذا آپ بے دھڑک و بلا پابندی نقل و عقل جو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں۔ اور وہ آسانکل من ربنا کہکر اسکو تسلیم کر لیتے ہیں آپ دو تین خوابوں کی تعبیر میں آنحضرت کے اجتہاد و خطا کو تہکنڈا بنا کر انہیں کے دست آویز سے جس پیشین گوئی قرآن و حدیث کو چاہتے ہیں وحی مجمل قرار دیتے ہیں اور اسکو آنحضرت کے اجتہاد کا ایک غلط نتیجہ ٹھہرا کر اسکے ظاہر معانی کو بے کار و بے اعتبار ٹہراتے اور اپنی تاویل کا محل بنا لیتے ہیں۔ اور نصوص قرآن و حدیث کو زیر و بالا کر دیتے۔ اور وہ اگر عقل و نقل سے ازاد اسکو

اور بسا اوقات

حقائق و معارف سمجھکر اسپر ایمان لاتے ہین۔ وہ لوگ تو ہماری کلام کو شاید سمجھ ہی نہ سکینگے۔ ہم ناواقف اہل اسلام کو یہ بتاتے ہین کہ اسلام مین مجملات قرآن حدیث کا کیا حکم مقرر و مسلم ہے۔

اسلام و مسلمانون مین مجملات قرآن حدیث کا یہ حکم مسلم و مقرر ہے کہ جس مخزن و مخرج سے مجمل کا صدور ہوتا ہے اسی مخزن و مخرج سے اسکا بیان صادر ہوتا ہے یعنی وہی آلہی و نص شارع سے حسکو اجتہاد و اراجتہادی غلطی ہرگز نہین کہا جا سکتا۔

مسلمانون کی ایک چھوٹی سی کتاب اصول فقہ حسامی مین لکھا ہے

وضد المفسر المجمل۔ وھو ما ازدحمت غیہ المعانی فاشتبہ المراد بہ اشتباھا لا یدرک الا ببیان من المجمل کالربوا وحکمہ التی قف فیہ علی اعتقاد حقیۃ المراد بہ الی ان یاتیہ البیان

(حسامی ص۔)

مفسر کی ضد مجمل ہے جسکی مراد مین کثرت معانی کے سبب ایسا اشتباہ واقع ہو جو بلا بیان شارع رفع نہو۔ جیسے آیہ ربوٰ ہے۔ اسکا حکم یہ ہے کہ اسکی مراد قرار دینے مین توقف کیا جائے جب تک کہ شارع سے بیان وارد نہو

گئی ہے کہ ربو عربی زبان مین ہر ایک بڑہوتری کو کہا جاتا ہے اور کوئی بیع ایک جانب کی بڑہوتری سے خالی نہین۔ لہذا یہ معنے لغوی ربو کے اس آیہ مین مراد نہین ہو سکتی۔ اور وجوہات سے بڑہوتری مراد لین تو ان کثرت وجوہات کے سبب اشتباہ واقع ہے۔ اور کسی خاص وجہ کی بڑہوتری مراد نہین لیجا سکتی۔

وہ تفسیر اور تشریح

لہذا اسکی مراد ظاہر دینے مین توقف کیا گیا۔ یہانتک کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی مراد کو خود بیان کردیا اور صاف فرمادیا کہ چھ چیزون گندم۔ جو۔ کھجور۔ سونا۔ چاندی کا اپنی ہم جنس سے مبادلہ ہو تو اسمین ایک جانب کی بڑھوتری ربو ہے۔ تو وہ مشتبہ رفع ہوا۔ اس بیان نبوی کی نسبت کوئی مسلمان یہ تجویز نہین کرتا کہ آنحضرت ؐ نے یہ بیان اجتہاد سے فرمایا ہے جسمین خطا کا احتمال ہے۔ بلکہ بالاتفاق یہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ یہ بیان وحی الٰہی سے ہوا ہے۔ جسکو شریعت کہا جاتا ہے۔ اور اس بیان مین آپکو شارع تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسکی مثالین کتاب وسنت مین اور بہت ہین۔ کتاب اللہ کی اور تمثیلات کا کوئی سائق ہو تو تفسیر اتقان مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۳۰۸ مین دیکھے۔ اور احادیث کی تمثیلات کتب احادیث مین۔ نبی کے خواب کی مجملات اس حکم سے مستثنے ہین اور اسکی تعبیر وحی الٰہی پر موقوف نہین وہ اجتہاد سے بھی ہو سکتی ہے۔

نبی ؐ کا خواب گو ایک قسم کا وحی ہے۔ چنانچہ ابن ابی حاتم اور بخاری کی حدیث مین آیا ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خوابون کے اجتہاد سے تعبیر کی اور اوسمین بعض جگہ (جسکا ذکر حاشیہ آیندہ مین ہے) غلطی بھی ظاہر ہوئی۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ اس قسم کی مجمل وحی منامی کا حکم عام مجملات قرآن وحدیث سے متفاوت ہے اسمین اجتہاد سے کام لینا جائز ہے۔ اور شرع اور وحی سے دور بیان کی

رویا الانبیاء وحی رواہ ابن ابی حاتم مرفوعاً والبخاری من قول عبید بن عمر۔

جو آن حضرت

تعبیر خواب مین ضرورت نہین ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس قسم وحی رسانی کے چھیالیسوین حصہ (مومنون کی خواب)

> رویا المؤمن جزء من ستة واربعین جزءً من النبوة (بخاری ص ۱۰۳۵)

مین جسکو بخاری کی حدیث نبوی مین نبوت کا چھیالیسوان حصہ کہا گیا ہے اجتہاد سے تعبیر کو جائز رکھا گیا ہے۔ اور اگر اس قسم کی وحی کی تعبیر بھی بیان شارع پر موقوف رکھی جاتی تو اسکی جزء (چھیالیسوان حصہ) مین بھی اس بیان شارع کے کسی جزء کی ضرورت ہوتی۔ اور چونکہ یہہ ناممکن امر ہے کہ ہر ایک مومن کی سچی خواب کی تعبیر کا کوئی حصہ بیان شارع مین پایا جائے۔ لہذا اسکو کل لینے وحی رسانی نبوی مین ہی اس بیان کی ضرورت کو اٹھا یا گیا اور اجتہاد سے اسکی تعبیر کو جائز رکھا گیا۔

الحاصل خاص خواب کا حکم اور ہے۔ عام مجملات قرآن و حدیث کا حکم اور قادیانی مسلمانون کو دھوکہ دیتا ہے کہ عام وحی مجمل قرآن و حدیث کو خواب کے حکم مین ٹھہرا کر جس آیہ حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل قرار دیکر اجتہادی غلطی کا قرار دیتا اور اسمین جو تاویل چاہتا ہے کرتا ہے۔

یہ آپکے ملحدانہ اصول کا ابطال ہے۔ اب اس باطل اصول کے بدانثر سے ان احادیث کو بری کیا جاتا ہے جنکو اس اصول کے شکنجہ مین پہنسا کر قادیانی نے خواب یا تعبیر ٹھہرا کر محل اجتہاد و غلطی اجتہادی و ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ یعنے احادیث متعلقہ دجال و ابن صیاد خصوصاً حدیث تمیم داری جسکو خصوصیت کے ساتھہ قادیانی نے تحریر تبری ۴ مین نشانہ بنایا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

یہ امر صحیح ہے کہ صحیح احادیث میں دجال کی آمد کی خبر ہے انمیں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جسمیں کسی قسم کا اجمال ہو یا احادیث ابن صیاد سے اسکا تعارض ہو۔ یا انمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی حکایت یا کسی خواب کی تعبیر ہو۔ یا اسکا خلاف مشاہدہ میں آیا ہو۔ جس سے ثابت و مفہوم ہو کہ وہ اجتہادی تعبیر تھی جو خلاف واقعہ نکلی بلکہ وہ احادیث اپنے منطوق و مفہوم و الفاظ و سیاق سے صاف بتا رہی ہیں کہ ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حالات بیان کئے ہیں وہ آن حضرتؐ کی چشم دید واقعات ہیں۔ جو بمشاہدہ عینی بوحی الٰہی آپ پر منکشف ہوئے ہیں۔ اور ان احادیث میں کسی قسم کا تعارض و تخالف نہیں ہے۔ احادیث متعلقہ ابن صیاد کا احادیث دجال سے متعارضہ ہونا حاشیہ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۷ میں بیان ہو چکا ہے۔ اور احادیث دجال کا آپسمیں متعارض نہونا ریویو ازالہ قادیانی میں ثابت کیا جائیگا۔ الحدیث تمیم داری بالفاظہا ہمارے نمبر ۸ میں منقول ہے۔

اس مقام پر ہم احادیث متعلقہ آمد دجال نقل کیجاتی ہیں جو ابطال عموم دعوی قادیانی کے لئے کافی ہیں۔ ناظرین انصاف سے دیکھیں کہ انمیں کسی قسم کا اجمال یا انکا خواب یا تعبیر خواب ہونا۔ یا انکا اجتہادی ہونا کسی لفظ سے مفہوم ہوتا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں

عن عبد الله بن عمر رض قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم في الناس فاثنى على الله بما هو اهله ثم ذكر الدجال فقال انى لانذركموه وما من نبى	(خطبہ کیلئے) کھڑے ہوئے۔ پھر خدا کی تعریف کے بعد آپنے دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جسنے

فرمایا کرتے تھے

الا انذرہ قومہ ولاکنی سا قول فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ انہ اعور وان اللہ لیس باعور (بخاری ص۱۰۵۵ ومعناہ مسلم ص۴۰۰)

عن انس بن مالک ما بعث نبی الا انذر امتہ الاعور الکذاب وان ربکم لیس باعور وان بین عینیہ مکتوب کافر (بخاری ص۱۰۵۵ ومسلم ص۴۰۰)

وفیہ یقرء کل مؤمن کاتب وغیر کاتب

عن حذیفہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی الدجال ان معہ ماء وناراً فنارہ ماء بارد وماؤہ نار (بخاری ص۱۰۵۶ ومسلم ص۴۰۰)

وفیہ فامّا ادرکن احدٌ فلیات النار الذی یراہ نارًا فلیغمض

وعن ابی سعید الخدری قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومًا حدیثًا طویلًا عن الدجال منہان فیما یحدثنا قال یاتی وھو

اس سے اپنی قوم کو ڈرایا ہو۔ ولیکن مین اسکے حق مین ایک ایسی بات کہتا ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین کہی وہ یہ ہے کہ وہ دجال کانا ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ کانا نہین ہے۔

حضرت انس آپ سے یہ نقل کرتے ہین۔ کہ کوئی نبی نہین ہے جسنے اس کانے کذاب سے ڈرایا نہو۔ اور تمہارا رب کانا نہین ہے۔

اس کانے کذاب کی دو آنکھون کے مابین لفظ ک ف (یعنے کافر) لکھا ہوگا جسکو ہر ایک مؤمن پڑھا ہوا اور ان پڑھ پڑھ لے گا۔

حضرت حذیفہ نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ دجال کے ساتھ پانی بھی ہوگا آگ بھی ہوگی۔ سو اسکی آگ (واقعہ مین) پانی ہوگا۔ اور پانی (واقعہ مین) آگ پس اگر کوئی اسکو پائے تو جو آگ نظر آوے اسمین غوطہ لگائے۔

صحیح اور سنچی

محرم علیہ ان یدخل نقاب المدینۃ فیتحی الی بعض السباخ التی تلی المدینۃ فیخرج الیہ یومئذ رجل ھو خیر الناس او من خیر الناس فیقول اشھد انک الدجال الذی حدثنا رسول اللہ ﷺ حدیثہ فیقول الدجال ارایتم ان قتلت ھذا ثم احییتہ اتشکون فی الامر فیقولون لا قال فیقتلہ ثم یحییہ فیقول حین یحییہ واللہ ما کنت فیک قط اشد بصیرۃ منی الآن فیرید الدجال ان یقتلہ فلا یسلط علیہ۔ (مسلم ص۴۰۰ و بخاری ص۱۰۵۰)

عن انس بن مالک قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجئی الدجال حتی ینزل فی ناحیۃ المدینۃ ترجف ثلث رجفات فیخرج الیہ کل کافر و منافق۔

حضرت ابو سعید مندری نے کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمکو ایک دن دجال کے حق مین ایک لمبی حدیث سنائی اسمین یہ ذکر بھی تہا۔ کہ دجال پر شہر مدینہ کے دروازون مین داخل ہونا حرام کیا جائیگا وہ مدینہ کے متصل بعض زمین شورہ مین پہنچیگا تو اسکی طرف ایک ایسا شخص نکلیگا جو اوسدن تمام لوگون سے بہتر ہوگا۔ (علما کہتے ہین یہ حضرت خضر ہونگے) وہ اور ایک مصیبت قادیانی پر نازل ہوئی وہ حیات حضرت مسیح کو ناممکن سمجھتا تہا۔ یہان ایک اور بھی غیر معمولی زندہ پیر نکل آئی) وہ شخص دجال کو کہیگا مین گواہی دیتا ہون کہ تو وہ دجال ہے جسکی بات ہم مسلمانون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہوئی ہے۔ دجال اپنے ذریات کو کہیگا بتاؤ اگر مین اس شخص کو مار ڈالون اور پھر زندہ کرون تو تمکو میرے معاملہ مین کچھ شک

ہوتی تھی۔

(بخاری ص۱۰۵۸ مسلم ص۴۰۵) رکھیگا وہ کہینگے نہیں۔ پھر وہ اوسکو قتل کریگا۔ پھر زندہ کریگا۔ تو وہ شخص کہیگا کہ مجھے جیسا اسوقت (یعنے تیرے افعال کو دیکھکر) تیرے دجال ہونے کا یقین حاصل ہوا ہے ایسا یقین پہلے حاصل نہ تھا۔ پھر وہ اسکو (دوبارہ) مارنا چاہیگا تو اسپر قدرت نہ پائیگا۔

حضرت انس رض فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال آئیگا تو مدینہ کی ایک جانب اتریگا۔ اسوقت مدینہ میں تین دفعہ زلزلہ واقع ہوگا۔ جس سے ہر ایک منافق و کافر جو مدینہ میں ہوگا نکلکر دجال کے پاس چلا جائیگا۔

ان احادیث کے الفاظ اور سیاق اور محل بیان (موقعہ خطبہ) صاف بتا رہے ہیں کہ ان احادیث میں جو حالات دجال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے ہیں وہ آپ کی چشم دید حالات ہیں۔ اور ان احادیث کے الفاظ و سیاق و سباق میں کوئی تصریح یا اشارہ پایا نہیں جاتا ہے کہ یہ خواب کی حکایت یا خواب کی تعبیر ہے۔ اور آنحضرت ص نے جو کچھ انمیں فرمایا ہے وہ ظن و اجتہاد سے کہا ہے۔ یہ تصریح یا اشارہ نہ ان احادیث میں پایا جاتا ہے نہ کسی اور حدیث میں۔

اب ہم ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قادیانی نے ان احادیث کو اپنے اس باطل اصول کے شکنجہ میں کیونکر پھنسایا اور کس تحریر میں انکو خواب ٹھہراکر اجتہادی و ناقابل استمار قرار دیا ہے۔ اور اسکا جواب کیا ہے جس سے ان احادیث کی خواب ہونے سے برأت ہو۔ پس واضح ہو کہ قادیانی نے ایک تو مسلم کی حدیث دشقی روایت نواس بن سمعان سے دجال کے حق میں۔ آنحضرت

اور بعض اوقات

کا لفظ "کانی اشبھہ بعبد العزی" جسکے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گویا دجال کو عبد العزی سے تشبیہ دے رہا ہوں یا لیا اور اس لفظ کو اس امر کا شعر ٹھہرایا ہے کہ آنحضرت نے دجال کو حقیقۃً نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ کشف یا خواب کی حالت میں دیکھا تھا۔ تب ہی لفظ گویا فرمایا۔

دوسری بخاری کی وہ حدیث لے لی ہے جو اسکے صفحہ ۴۸۹ وغیرہ میں مروی ہے اور جسمیں یہ ذکر ہے۔ کہ "آنحضرت نے خواب میں دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا" اس حدیث کے بیان خواب اور حدیث نواس بن سمعان کے لفظ "گویا" کے متعلق کشف یا خواب ہونے سے یہ نکال لیا ہے کہ نواس بن سمعان کی تمام حدیث اور حضرت مسیح اور دجال کی جملہ احادیث خواب و مکاشفات ہیں جو تعبیر و تاویل کی محتاج ہیں نہ حقائق واقعیہ چنانچہ ازالہ کے صفحہ ۲۰۳ میں حدیث نواس بن سمعان کے لفظ مذکورہ سے استدلال کر کے تاویانی نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت عیسیٰ اور دجال کی نسبت امور معلوم ہوئے تھے وہ حقیقت میں سب کے سب مکاشفات نبویہ تھے جو اپنے اپنے محل پر مناسب تاویل و تعبیر رکھتے ہیں۔ ان ہی میں سے یہ مشتبہ حدیث بھی ہے جو مسلم نے بیان کی ہے۔ جسکا اسوقت ہم ترجمہ کر رہے ہیں۔ آمدم برسر اس بیان پر کہ تمام پیشینگوئیاں مکاشفات نبویہ ہیں۔ اور رویا صالحہ کیطرح بالتزام قرائن محتاج تعبیر ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ کے بیانات مقدسہ شاہد ہیں۔ پہر اسکی تمثیل و تائید میں صفحہ ۲۰۵ و ۲۰۶ میں بخاری کی حدیث مذکور متضمن خواب طواف دجال نقل کر کے صفحہ ۲۰۷ میں اسکی نسبت کہا ہے کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی

غلطی بھی

غلطی ہے۔ یہ درحقیقت مکاشفات اور خوابون کے پیرایہ مین بیانات ہین جنکی تعبیر و تاویل کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ عام طور پر خوابون کی تعبیر کیجاتی ہے سو اسکی تعبیر یہ ہے کہ دجال اپنے ظہور کے وقت مین فتنہ اندازی کے کام کے گرد پھریگا" اس کے بعد بڑے زور و شور کے ساتھ جلی قلم سے کہا ہے کہ اب کہان ہین وہ حضرات مولوی صاحبان جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور انکے معانی کو ظاہر عبارت سے پھیر نا کفر و الحاد سمجھتے ہین ذرہ اپنے گریبان مین سر نیہوڑا کر دیکھین کہ سلف صالح نے اس حدیث کے سننے کرنے کے وقت مسیح دجال کے طواف کرنے کو ایک خواب کا معاملہ سمجھکر کیسی اسکی تاویل کر دی جو ظاہر الفاظ سے بہت بعید ہے۔ پھر جس حالت مین ناچار ہو کر ان مکاشفات کی ایک جزو کی تعبیر کی گئی تو پھر کیا وجہ کہ باوجود موجود ہونے قرائن قویہ کی دوسری جزو کا تعبیر نہ کیجائے۔ اسکے بعد صفحہ ۱۰ مین لکھا ہے کہ جسطرح پہلے علماء نے مسیح دجال کے طواف کو ایک کشفی امر سمجھکر اسکی ایک روحانی تعبیر کر دی ایسا ہی جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات مین ظاہر فرمایا ہے کہ جو کچھ میرے پر کشفی طور پر کھلتا ہے جب تک بجناب اللہ قطعی اور یقینی معنے اسکے معلوم نہون مین ظاہر پر حمل نہین

* جس معنے کر قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا سمجھتا ہے اسکی تشریح فتوی ہذا مین بصفحہ (۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸) ہو چکی ہے ایسے الفاظ وہ مسلمانون کو اپنی دام مین لانیکے لیے بولتا ہے۔ اور حقیقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اپنے آپ کو نبی مرسل سمجھتا ہے۔ حاشیۃ الحاشیہ +

ہو جاتی تھی۔

کر سکتا۔ پھر اسکی تمثیل مین ایک حدیث صحیح بخاری کی صفحہ ۵۱۵ سے یہ نقل کی ہے
آنحضرت ؐ کو خواب مین بی بی عائشہ صدیقہ رضؓ دکھائی گئین اور یہ کہا گیا کہ
یہ تیری زوجہ ہے۔ تب پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر خدا کیطرف سے
ہے۔ تو خدا اسکو نافذ کریگا۔ دوسری حدیث خواب مین مقام ہجرت دیکھنے
کی۔ جسکا بیان حاشیہ صفحہ ۲۸۳ مین ہوگا۔

یہ قادیانی کی تقریر پر تزویر ہے۔ جسمین اوسنے احادیث متعلقہ دجال اور حضرت
مسیح کو اپنے اصول کے شکنجہ مین پھنسا کر خواب قرار دیا ہے۔ اب اسکا جواب ناظرین حسین
قادیانی نے جو کچھ اس تقریر مین کہا ہے اسکا مطلب و حاصل وہی ہے جو ہم نے
بصفحہ (۲۰۵) بیان کیا ہے کہ وہ آنحضرت ؐ کی دو تین خوابون کو تہہ کنہ ڈالنا کر
انکے ذریعہ سے جس آیہ یا حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل اور خواب یا مکاشفہ
محتاج تعبیر و تاویل بنا دیتا ہے۔

اور اسکا جواب بھی گزر چکا ہے۔ کہ یہ محض مغالطہ ہے اور صاف دھوکہ ۔
بعض احادیث مین جو آنحضرت ؐ کی خاص خوابون کا بیان ہے وہ جملہ احادیث
نبویہ متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو وحی مجمل اور خواب نہین بنا سکتا۔ اور دلیل خاص
سے دعوی عام ثابت نہین ہوتا۔ اور خاص خواب کا حکم اور ہے اور عام مجملات
قرآن و حدیث کا حکم اور ہے۔ مگر اسمقام مین قادیانی کے مغالطات مسلمانون پر
ظاہر کرنے کی غرض اس جواب کی اور تشریح کیجاتی ہے۔

قادیانی کا حدیث "نواس بن سمعان" کے لفظ کانی (یعنے گویا) کو شعر کشف یا خواب
کہنا۔ پھر کشف اور خواب دونو کو یکسان محتاج تعبیر و تاویل کہنا پھر اس لفظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

چنانچہ اسکی

کی شہادت سے تمام حدیث نواس بن سمعان کو ایک کشف یا خواب قرار دینا مغالطہ در مغالطہ ہے۔

اسمین ایک مغالطہ قادیانی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ کے رویت دجال کو خواب تجویز کرنا ہے جو محتاج تعبیر و محل تاویل ہوتا ہے۔ **دوسرا مغالطہ** اس خواب کے ساتھ لفظ "یا کشف"۔ ملا دینا تا کہ ناظرین کو یہ متوہم ہو کہ وہ کشف بھی خواب مین ہی ہوگا۔ یا یہ کہ کشف بھی خواب کی طرح محتاج تعبیر و محل تاویل ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ آگے چلکر یہ بات اسنے بتصریح بھی کہدی ہے یہ **دونون مغالطے** اس ایک تجویز سے **رفع** ہو سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے بحالت بیداری دجال کی اصلی صورت دکھائی ہو۔ جیسے آپ کی سیر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کذبتنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی البیت المقدس فطفقت اخبرھم عن اٰیاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ +

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۲)

عن ابن عمران عمر بعث جیشا وامر علیہ رجلا یقال لہ ساریۃ فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یا ساریۃ الجبل فقدم رسول الجیش فقال یا امیر المؤمنین لقینا عدونا فھزمونا فاذا بصائح

بیت المقدس کو اہل مکہ کے نہ ماننے کے وقت بیت المقدس کی اصلی صورت آپکو دکھائی تھی۔ آپ مکہ کے مقام حجر مین بیت المقدس کو چشم خود دیکھ رہے اور کفار قریش کو اسکے پتے بتاتے جاتے تھے۔ یا جیسے حضرت عمر فاروق رضہ کو خطبہ کی حالت مین نہاوند کے فاصلہ پر ایک امیر لشکر (ساریہ نامی) کے (جو اپنی لڑائی مین بے موقع گھرا ہونے کے سبب شکست پا چکا تھا) صورت و حالت خدا تعالےٰ نے دکھا دی تو آپ نے اسی حالت خطبہ مین چلا کر یہ بات کہی کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے۔ اور اُدھر ساریہ کو

نظیرین

یصیح یا ساری الجبل فاسندنا ظهورنا الی الجبل فهزمهم الله تعالیٰ (رواہ البیهقی فی دلایل النبوت مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۸)	خدا تعالیٰ نے یہ آواز دی تو اس نے پہاڑ کو پس پشت لیکر جنگ کی اور فتح پائی۔ یہ رویت عینی اور کشف بحالت بیداری ہوا تھا جو کسی تاویل کا محل

اور تعبیر کا محتاج نہیں سمجھا گیا اور زمانہ صحابہ سے اس وقت تک کے اہل اسلام کے نزدیک اپنے ظاہری معانی پر محمول ہوا۔ پھر کیوں جائز نہیں کہ آنحضرت کا دجال کو دیکھنا بھی ایسا ہوا ہو۔ اور جو آنحضرت نے اس رویت کے بیان۔ اور صورت دجال کی تشبیہ کے وقت بلفظ "کانی" (یعنے گویا) تردد ظاہر فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ رویت اس تشبیہ و بیان کے وقت سے پہلے کسی وقت ہوئی ہو۔ اور بوقت تشبیہ دجال کی پوری صورت آپکے یاد و خیال سے جاتی رہی ہو۔ اس لئے کانی "گویا" کا لفظ فرمایا۔ اسمین **تیسرا مغالطہ** ہے کہ قادیانی اس رویت صورت دجال کا وقوع خواب یا کشف مین تجویز کرکے جملہ مضامین حدیث و مشقی روایت نواس بن سمعان کو خواب یا کشف قرار دیدیا۔ حالانکہ اسحدیث کے واقعات و احکام و ہدایات صاف شہادت دے رہے ہین کہ وہ خواب یا کشف نہین بلکہ واقعات خارجیہ و احکام نفس الامریہ ہین۔

اسمین **ایک یہ ہدایت** ہے کہ جو شخص دجال کو پادے وہ اس کے سامنے سورہ کہف پڑھے وہ دجال کے فتنے سے اس کی محافظ ہوگی۔ **ایک واقعہ** آیندہ اسمین یہ بیان ہوا ہے کہ جب دجال نکلیگا چالیس روز زمین پر رہیگا۔ جس مین ایک دن برس روز کا ہوگا۔

اسکو صحابہ نے ظاہری معانی پر محمول کرکے ایک واقعہ آیندہ خارجی سمجھا

بخاری

قوائس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا۔ کہ کیا بس روز کے دن مین ہمکو ایک ہی دن کی نمازین کافی ہونگی۔ تو اُس کے جواب مین یہ حکم ہوا کہ کافی نہونگی۔ بلکہ اوقات پنجگانہ کا اندازہ کرکے نمازین پڑھنی ہونگی یعنے نماز صباح سے پھر یا سات گھنٹہ کے بعد نماز ظہر۔ پھر تین یا چار گھنٹہ کے بعد نماز عصر۔ پھر دو یا تین گھنٹہ کے بعد نماز مغرب۔ پھر ایک گھنٹہ کے بعد نماز عشا۔ پھر بارہ یا تیرہ گھنٹہ کے بعد نماز فجر و علی ہذا القیاس۔ اسی قسم کے واقعات و احکام اس حدیث مین اور بیان ہوئے ہین جن کو کوئی صاحب ہوش و حواس سلیمہ بیان خواب نہین کہہ سکتا۔ وہ بیان خواب ہوتا تو اس کے سامعین اصحاب اسپر اس قسم کے سوالات نکرتے اور نہ آنحضرت اسکے متعلق یہ احکام ہدایات فرماتے۔

اور قادیانی کا حدیث طواف دجال سے استدلال بھی مغالطات کا مجموعہ ہے۔ اسپر ایک مغالطہ تو قادیانی نے یہ دیا ہے کہ اس ایک واقعہ خواب سے جملہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو خواب بنا دیا اور یہ کہدیا کہ آنحضرت صلعم کو جو امور حضرت عیسیٰ اور دجال کی نسبت معلوم ہوئے ہین وہ سب کے سب مکاشفات غیبیہ تھے۔ اسکا جواب گذر چکا ہے کہ حدیث طواف دجال مین ایک واقعہ خواب بیان ہوا ہے۔ اس سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت نے جو کچھ دجال اور مسیح کے باب مین فرمایا ہے۔ وہ سب کا سب اس واقعہ خواب کا بیان یا تعبیر ہے یہہ بات نہ اس حدیث سے مفہوم ہوتی ہے نہ کسی اور حدیث مین پائی جاتی ہے۔ اور نہ عقل اس کی مجوز ہے۔ کیا جو شخص ایک دفعہ زید کو (مثلاً) خواب مین دیکھے اور پھر وہ زید کے حالات واقعیہ و سوانح عمری (کہ وہ عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کا باپ اور وہ تجارت

اور مسلمین

پیشہ ہے۔ دہلی مین دس برس رہا۔ کلکتہ مین پچاس برس اور سال آیندہ وہ بھی جانیوالا ہے) بیان کرے تو ان واقعات وحالات کو سنکر کوئی عاقل سلیم الحواس یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اسے خواب کی تعبیر یا بیان ہے۔ ہرگز نہین۔

اور اسمین دوسرا مغالطہ قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ مکاشفات رویا صالحہ کی مانند محتاج تعبیر نہین۔ اسکا جواب بھی گذر چکا ہے۔ کہ مکاشفات بحالت بیداری محتاج تعبیر نہین ہوتے۔ اور وہ اپنے ظاہری معنے پر محمول ہوتے ہین۔ جیسے مکاشفہ بیت المقدس ومکاشفہ جنگ ساریہ وغیرہ وغیرہ۔

تیسرا مغالطہ حدیث طواف دجال کو نقل کرکے قادیانی کا یہ کہنا ہے۔ کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی غلطی ہے"۔

اسمین قادیانی نے پیش تو وہ حدیث خواب طواف دجال کے ہے جو کسیکے نزدیک ظاہر معنی پر محمول نہین۔ مگر اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کا خواب ہین اور ظاہری معنی پر محمول نہین اسکا جواب بھی سابق مین ادا ہو چکا ہے کہ یہ تک حدیث طواف دجال ایک خواب ہے جو ظاہری معنی پر محمول نہین ہے مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح (جن مین واقعات خارجیہ ومشاہدات حسیہ واحکام عملیہ کا بیان ہے اور ان کو کوئی مسلمان خواب یا تعبیر خواب نہین کہہ سکتا۔) خواب یا تعبیر خواب ہون اور ظاہری معانی پر محمول نہون۔

چوتھا مغالطہ حدیث طواف دجال کی تعبیر کرنے کے بعد قادیانی کا قلم چلی سے یہ لکھنا ہے۔ کہ کہان ہین وہ علماء جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور ان کے معانی کو ظاہر عبارت سے پھیر نا کفر والحاد سمجھتے ہین"۔ اسمین آپنے وہی

بہت

(تیسرا) دھوکہ دیا ہے کہ میں تو ایک حدیث خواب طواف دجال کی اور اس سے ان سب حدیثوں کا جو دجال اور حضرت مسیح کے باب میں وارد ہیں ظاہر پر محمول ہونا اور ان کی تاویل کا کفر ہونا کالکر علما پر اعتراضی سوال قائم کر دیا۔

اسکا جواب بھی وہی ہے کہ کوئی عالم ایسا نہیں کہ حدیث طواف دجال کو ظاہر پر حمل کرتا ہو اور اسکی تغییر تاویل کو کفر والحاد سمجھتا ہو آپ کو جو علما رد وقت کافر و ملحد کہتے ہیں تو وہ حدیث خواب طواف دجال کی تاویل کے سبب نہیں کہتے بلکہ اسلئے کافر و ملحد کہتے ہیں کہ آپ اور منصوص قطعیہ قرآن و احادیث ہیں (جنمیں احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح بھی شامل ہیں) تاویل و تحریف کرتے ہیں اور بلا وجہ قوی و مانع قطعی ان کے ظاہری معانی کو چھوڑتے جاتے ہیں جو ملحدین باطنیہ کا شیوہ ہے۔

پانچوان مغالطہ قادیانی کا تاویل طواف دجال کو ذکر کر کے یہ کہنا ہے کہ جس حالت میں لاچار ہو کر ان مکاشفات کی ایک جز کی تعبیر کی گئی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ دوسری جزوں کی تعبیر نہ کیجاوے۔ اسمیں قادیانی نے حدیث طواف دجال کو ایک جز ٹھہرا دیا ہے۔ اور دوسری احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو دوسری اجزا۔ اور ان سب روایات کو ایک حدیث قرار دیا ہے۔ اور ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔

اسکا جواب بھی جوابات سابقہ میں ادا ہوا۔ اور ثابت ہو چکا ہے کہ یہ محض کذب و کید قادیانی ہے۔ حدیث طواف دجال خاص ایک وقت کا واقعہ ہے جبکہ دوسری احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح سے کوئی اتحاد نہیں ہے۔ نہ وہ اسکی اجزا ہیں نہ یہ انکا جز۔ نہ جائیں کسی تیسری حدیث کا جز۔

اخیر تقریر میں جو قادیانی نے کہا کہ آنحضرت نے کئی مقامات میں فرمایا ہے

ہین۔

کر جو کچھ میرے پر کشفی طور پر کہلاتا ہے ہین اسکو ظاہر معانی پر حمل نہین کر سکتا۔ جبتک مناسب اللہ اسکی قطعی اور یقینی معنے معلوم نہون ہیہ

بھی کادیانی نے محض جھوٹ بولا ہے اور اس سے اُسنے مسلمانون کو بھی سخت دھوکا دینا چاہا ہے کہ جو تاویل و تحریف نصوص قرآن و حدیث کا ملحدانہ اصول اُسنے بیان کیا ہے وہ خود آنحضرت کا فرمودہ ہے لہذا اسمین کسی مسلمان کو جائے کلام نہین ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت نے یہہ ملحدانہ اصول اور قول ہرگز نہین فرمایا اور نہ مکاشفات عینیہ حالت بیداری کو اپنے ظاہری معنے پر حمل کرنے سے کہین انکار یا توقف و تردد ظاہر فرمایا ہے۔ یہ کادیانی نے آنحضرت پر محض افترا کیا ہے۔ اس کذب صریح و بہتان قبیح کی ثبوت مین جو حدیثین قادیانی نے پیش کی ہین انمین یہ ملحدانہ قول و اصول پایا نہین جاتا۔ پہلی حدیث مین صرف یہ بیان ہے کہ آنحضرت کو حضرت عائشہ صدیقہ خواب مین دکھائی گئین۔ اور یہ کہا گیا یہ تیری زوجہ ہے تو آپنے فرمایا کہ یہہ امر خدا کی طرف سے ہے تو خدا اسکو نافذ کرے گا۔

تو دیکھو اسمین آنحضرت نے صرف ایک خواب کو ظاہری معنے مراد ہونے مین اپنا تردد ظاہر فرمایا ہے نہ اسکو تمام خوابون کی نسبت عام اصول و قانون بنایا ہے۔ اور نہ خواب کو سوا مکاشفات حالت بیداری کی نسبت اسمین کچھ ارشاد کیا ہے۔ پھر کادیانی نے جو اس خاص خواب کی تعبیر مین آنحضرت کو متردد ہونے سے وہ عام ملحدانہ اصول نکال لیا اور اسکو

نوٹ: قادیان قاف سے لکھا جاتا ہے مگر جب اُسکی نسبت مرزا غلام احمد کیطرف ہو تو واو اسکو کاف سے نکلنا مناسب ہے کیونکہ اوسکو کمینہ کادیانی سے پوری مناسبت ہے۔ یہ الہامی اشتقاق ہے جس کا ندا کی طرف سے خاکسار کے دل پر القا و الہام ہوا ہے۔

اور حدیث غیر مبہم ہے

آنحضرت کا قول قرار دیا ہے۔ یہ آنحضرت پر افترا اور کذب محض نہیں تو کیا ہے۔

دوسری حدیث میں بھی آنحضرت کا خواب میں اپنے ہجرت کی جگہ کو دیکھنا اور پھر بتعبیر وہم کرنا بیان ہوا ہے (چنانچہ حاشیہ آیندہ میں بیان ہوگا) اسمیں بھی نہ کادیانی کے اصول ملحدانہ کا نام ونشان ہے نہ بجز خواب مکاشفات خارجیہ حالت بیداری کا حکم پایا جاتا ہے بالجملہ کادیانی نے جو کچھ اس تقریر پر تزویر میں کہا ہے وہ سراسر افترا کذب ومغالطہ ہے۔ اس سے احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کا خواب اور محتاج بتعبیر ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کادیانی کے ملحدانہ اصول کے اثر سے بری نہیں

وہ احادیث وحی مجمل اور اجتہادی اور خواب اور ظاہری معنے سے مصروف ومحتاج بتعبیر ہرگز نہیں ہوسکتیں بلکہ وہ اپنی معانی میں منصوص ہیں اور ظاہری معانی پر محمول ہیں۔

ل یہ حدیث بخاری میں ہے جسکا پورا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت نے

عن النبی صلعم رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا یمامۃ او ھجر فاذا ھی مدینۃ (صحیح بخاری ص۵۵۱)

فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں مکہ سے ایسی زمین کیطرف ہجرت کرتا ہوں جسمیں درخت خرما ہیں۔ پس میرا وہم اسطرف گزرا کہ وہ

بھی اسکی شاہد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جماعت کثیر کے ساتھ مدینے سے مکہ معظمہ کی طرف بعزم طواف کعبہ سفر کرنا یہ بھی ایک اجتہادی[۱]

(زمین) یمامہ ہے یا (موضع) ہجر ہے ناگاہ وہ مدینہ نکلا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۲)

اسحدیث کو ناظرین بنظر غور و انصاف ملاحظہ کریں اسمین خاص ایک واقعہ خواب کی تعبیر مین آنحضرت کو وہم ہوجانا بیان ہوا ہے۔ اس سے عام وحی مجمل قرآنی حدیث کا محال ہونا دخلطی ہونا ثابت نہین ہوتا (جسکا کاویانی کو اس تحریر نمبر ۵ مین دعوے ہے) اور نہ اسحدیث مین آنحضرت کا یہ قول پایا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھ پر کشفی طور پر کہتا ہون اسکو ظاہر پر حمل نہین کرسکتا (جسکا کاویانی نے ازالہ کے صفحہ ۲۱ مین دعوی کیا ہے)

کاویانی نے اس دونو دعاوی مین کذب سے کام لیا اور آنحضرت صلعم پر افترا کیا ہے۔

[۱] یہ اجتہاد یا اسمین غلطی آنحضرت صلعم سے نہین ہوی بلکہ آنحضرت کو ایکخواب کی تعبیر مین بعض صحابہ سے یہ غلطی ہوئی ہے آنحضرت نے خواب مین دیکھا تھا کہ آپ اور آپکے اصحابہ مکہ مین داخل ہوے اور کعبہ کا طواف کررہے ہین۔ اس خواب کو

وقد کان اصحاب رسول اللہ خرجوا وھم لا یشکون فی الفتح لرویا راھا رسول اللہ (معالم التنزیل صفحہ ۹۳۲) قال عمر رضی اللہ عنہ قلت لہ علیہ السلام اولیس کنت حدثنا انا سنا تی البیت فنطوف بہ وعند الواقدی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان رای فی منامہ قبل ان یعتمر انہ دخل ھو واصحابہ

آنحضرت نے اصحاب کو پاس بیان کیا تو انہون نے اسکی تعبیر مین یہ سمجھ لیا کہ اسی سال آپ مکہ فتح کرین گے اور اسمین داخل ہوکر طواف کرین گے۔

اور جب آنحضرت سلعم اس سال بعزم عمرہ و زیارت کعبہ دبحکم وحکمت الٰہی جسکا ظہور بیعۃ الرضوان سے ہوا۔

غلطی ہے زیادہ لکھنے کی حاجت نہین۔ پھر آپ مجھسے دریافت فرماتے ہین کہ ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر صحابہ کا کہان اجماع تہا اسکے جواب مین عرض کرتا ہون کہ یہہ اجماع مسلم کی حدیث سے جو ابی سعید الخدری سے بیان کی ہے

البیت فلما راوا انہ خیرہ ذلک شق علیہم قال علیہ السلام بلی فاخبرتک انا ناتیہ العام ھذا قال عمر قلت لا قال فانک آتیہ ومطوف بہ قال عمر فاتیت ابا بکر فقلت الیس کان حدثنا انا سنأتی البیت ونطوف بہ قال ابن بکیر بلی افاخبرک انک تاتیہ العام ھذا قال عمر قلت لا قال فانک آتیہ ومطوف بہ (قسطلانی جلد ۴ صفحہ ۵۰۶)

(بنابر تعبیر خواب خود) مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مقام حدیبیہ مین کفار مکہ کیطرف سے روکے گئے تو وہ صحابہ اپنی تعبیر کی غلط فہمی سے آپ پر متہم ہوئے کہ کیا آپ ہمکو نفرماتے تہے کہ ہم کعبہ مین داخل ہونگے اور اسکا طواف کرینگے اسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ کیا مینے یہ کہا تہا کہ ہم اسی سال مین داخل ہونگے انہون نے عرض کیا کہ یہہ تو آپنے نہین فرمایا تہا پھر آپنے ارشاد کیا کہ پھر تم ضرور (پھر ایک نہ ایک دن) اسمین داخل ہوگے۔ اور اسکا طواف کروگے۔ اور حضرت صدیق اکبر نے بھی آنحضرت کیطرف سے یہی جواب دیا اور ان لوگون کو مطمئن کیا جب انکے سامنے یہ اعتراض پیش ہوا۔

یہہ صحیح بخاری اور اسکی شرح قسطلانی اور تفسیر معالم التنزیل کی عبارتون کا خلاصہ ہے اور اس سے صاف ثابت ہے کہ اس خواب کی تعبیر مین جو غلطی ہوئے ہے وہ آنحضرت سے نہین ہوئی۔ وہ بعض صحابہ کی فہم کی غلطی تہی۔ آنحضرت صلعم اور صدیق اکبر نے انکی غلطی اثیر ثابت کردی۔ اور اس غلطی سے آپکی برأت ظاہر کی +

لہ اب ہی تحریر کا دیانی مین نقطہ سے ہے

ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث مین ابن صیاد کہتا ہے کہ لوگ کیون مجھے دجال مشہور کہتے ہین اب ظاہر ہے کہ اسوقت کہنے والے صرف صحابہ تھے اور کون لوگ ہے جو اسکو دجال کہتے تھے یہ حدیث صاف بتلارہی ہے کہ صحابہ کا اسبات پر اجماع تھا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے صحابہ کوئی ایسی بڑی جماعت نہین تھے جنکے اجماع کا حال معلوم ہونا محالات مین سے ہوتا بلکہ انکا اجماع باعث وحدت مجموعی انکی کے بہت جلد معلوم ہوجاتا تھا۔

نقیب حاشیہ صفحہ ۲۸۴

کادیانی نے جو اس غلطی کو آنحضرت کے اجتہاد کی غلطی قرار دیا ہے تو اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا ہے۔ اور مسلمانون کو دھوکا دیا۔

۵ یہ محض کذب ہے یا صریح مغالطہ۔ اس حدیث مین نہ اجماع صحابہ کا بیان ہے اور نہ وہ اجماع اس کے کسی لفظ سے مستنبط و مفہوم ہوسکتا ہے۔ ابن صیاد کے ان الفاظ سے کہ لوگ مجھے دجال سمجھتے ہین"۔ یہ اجماع مستنبط نہین ہوسکتا۔ ہان بجاے لفظ "لوگ" لفظ "سبھی لوگ" ہوتا تو ابن صیاد کے بڑے بھائی اور اسکو سچا جاننے والے کادیانی کو اجماع استنباط کرنیکا موقع ملتا۔ اور جس حالت مین اس نے یہ لفظ نہین کہا۔ اور بہت سے صحابہ کا ابن صیاد کو دجال نہ کہنا کتب حدیث مین ثابت و موجود ہے۔ چنانچہ حواشی صفحہ ۲۳۵ مین بیان ہوا ہے۔ اور آیندہ تحریر نمبر ۸ مین اور بھی بیان ہوگا۔ نوبہر کادیانی کا اس قول ابن صیاد کی تک سے دعوے اجماع کذب یا مغالطہ نہین تو اور کیا ہے۔

پھر تین[۵۱] صحابیون کا قسم کھانا کہ حقیقت مین ابن صیاد وہی دجال معہود ہے صاف اجماع پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انکی مخالفت منقول نہین۔

پھر بعد اسکے آپ دریافت فرماتے ہین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے مین نہین سمجھ سکتا کہ اس سوال سے آپکا مطلب کیا ہے۔ ایک[۵۲] جماعت کا ایک بات کو بااتفاق مان لینا یہی اجماع کی حقیقت ہے جو صحابہ مین بآسانی محقق ہو سکتی تھی اگرچہ دوسرون مین نہین۔ اور یہ جو آپنے دریافت فرمایا ہے کہ کہان یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن صیاد کے دجال ہونے پر

---

[۵۱] اس قول مین کاویانی نے ایک صریح جھوٹ بولا ہے اور ایک مغالطہ دیا ہے اس کاصریح جھوٹ تین صحابہ (حضرت عمرؓ و حضرت جابرؓ و حضرت ابن عمرؓ جنکا نام وہ تحریر نمبری ۴ مین بتا چکا ہی) کو اس بات کا قایل بتانا ہی کہ ابن صیاد وہی دجال معہود ہے۔ حالانکہ ان حضرات ثلثہ سے صرف ایک ابن عمرؓ ہین جنہون نے ابن صیاد کو مسیح دجال کہا ہے باقی حضرت عمرؓ و حضرت جابرؓ نے تو اسکو صرف دجال کہا ہی (جسکے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ وہ منجملہ ان تیس[۳۰] دجالون کے ایک دجال ہی جنکے خروج کی خبر آنحضرت نے دی ہی) نہ دجال معہود جاشیہ صفحہ ۲۳ ملاحظہ ہو اور اس کا مغالطہ صرف تین صحابہ کو (بزعم خود) اتفاق کو اجماع قرار دینا ہے حالانکہ صحابہ مین سے صرف تین یا دس بیس صحابہ کا اتفاق شرعی اجماع نہین کہلاتا اسکا مفصل بیان تحریر نمبری ۹ مین ہوگا۔

[۵۲] یہ بھی کذب یا مغالطہ ہی۔ ایک جماعت کا اتفاق اجماع نہین کہلاتا بلکہ اجماع اتفاق کل کا نام ہے۔ اور کل مین سے ایک شخص کا خلاف بھی مانع انعقاد اجماع ہے اسکا ثبوت بھی تحریر نمبری ۸ مین ہے۔

ہے سوال ضمع ہو کہ وہ حدیث مشکوٰۃ مین بحوالہ شرح السنۃ موجود ہے
اصل عبارت حدیث کی یہ ہے فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ف اس سوال وجواب کے بیان مین بھی کادیانی نے اپنا شیوہ کید و مغالطہ
پورا ظاہر کیا ہے اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کر دکھایا ہے۔ ناظرین اسکا بیان
توجہ سے سنین۔

نہ ہنے اوس سے یہہ دریافت کیا تہا کہ کہان یہہ حدیث ہے کہ آنحضرت ابن صیاد
کے دجال ہونے سے ڈرتے تہے۔ اور نہ اسنے صرف ابن صیاد کے دجال ہونیسے
آنحضرت ص کو خفل ڈر نیکا دعوے کیا تہا۔ تاکہ اسکا ثبوت اس سے طلب کیا جاتا انسے
تو تحریر نمبری ۴ مین آنحضرت کے قول کا دعوے کیا اور یہہ کہا تہا کہ آنحضرت صنے آپ
بھی فرمایا ہے کہ مین اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونیکے نسبت ڈرتا ہون
جسپر تحریر نمبری ۵ مین ہنے یہ سوال کیا ہے کہ آپنے دعوے کیا ہو کہ آنحضرت نے
ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون۔ کتب
حدیث مین اسکا ذکر کہان ہے"۔ اس سوال کے جواب مین کادیانی نے اخیر مباحثہ تک
نہ بتایا کہ آنحضرت کا یہہ قول فلان فلان کتب حدیث مین ہے بلکہ **اول تو ہمارے**
سوال کو بدلا دیا۔ اور ہمکو بہلانا چاہا۔ اور بجاے سوال ثبوت قول نبوی سوال ثبوت
فعل نبوی (جو ہمارے کرنے کا) ہماری طرف سے قایم کیا۔ اور اس کے جواب مین حدیث
شرح السنہ کو ثبوت فعل مین پیش کر دیا اور اس چالاکی سے یہہ ثابت کر دیا کہ مخاطب
کو وہو کہہ دے اور اسکا سوال اسکو بہلا دینے مین آپ اپنا ثانی نہین رکہتے۔
اور اس وجہ سے آپ ہمیشہ تحریری مباحثہ کرنا چاہتے ہین کیونکہ ایسی بات زبانی
کہین تو حاضرین مجلس سے کوئی تو اوسکو سمجہے اور ایسی بات کو واپس لینے پر

مشفقانہ ہو الدجال اور آپنے جو

اگر بغور دیکھے طولانی تحریرون مین ایسی باتین پڑہی جاتی ہین تو غالباً انکو کوئی سمجھ نہین سکتا ہے اور آپکا داؤ چل جاتا ہے۔ پر جب کہ آپ کی اس چالاکی پر ہلیان کر ہمنے سمجھ لیا۔ اور آپکے اس جواب کا اپنی تحریر نبری ۶ مین یہ جواب دیا کہ شرح السنہ سے جو حدیث اپنے نقل کی ہی اسمین آنحضرت ؐ کا کوئی قول منقول نہین۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے جو اسکے فہم مین آتا ہے (کہ آنحضرت ؐ ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تھے) اس قول صحابی کو آنحضرت کا قول قرار دینا آنحضرت پر افترا ہے تو اور کیا ہے۔

تو آپنے تحریر نبری ۷ سے یہ کہنا شروع کیا کہ صحابی نے آنحضرت کو یہہ کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتا ہون تب ہی اُسنے آپسے یہ نقل کیا کہ "آپ ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تھے"۔ جسکا جواب تحریر نبری ۷ مین مفصل دیا گیا ہے

اسمقام کے بیان سے اور بیان ہائی تحریرات آیندہ سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ قول کہ مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتا ہون آنحضرت ؐ سے کسی کتاب حدیث مین مروی و منقول نہین ہے۔ اور نہ کادیانی نے اس قول کا ثبوت کسی کتاب کی نقل سے پیش کیا ہے۔ اس قول کو آنحضرت کیطرف منسوب کرنیمین اسنے صریح جھوٹ بولا ہے۔ اب اس جھوٹ کو سچ بنانیکے لئے ان احتمالات سے کہ آنحضرت نے یہ قول فرمایا ہوگا۔ یا صحابی نے آپکے اشارہ سے یہ قول سمجھ لیا ہوگا۔ ہاتھ پاؤن مارتا ہے۔ جسکے مقابلہ مین ایسے احتمال بھی موجود ہین جنسے ممکن و قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ؐ نے ابن صیاد سے ایسے

حدیث فرمایا تھا کہ بعض اکابر کا قول اشاعۃ السنۃ مین کہان ہے جسمین یہ لکھا ہو کہ بعض موضوع حدیثین کشف کے ذریعہ سے صحیح ثابت ہو سکتے ہین اور صحیح موضوع ہو سکتے ہین سو وہ قول ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۴۰ مین موجود ہے جسمین آپنے بتائید اپنے خیال کے شیخ ابن عربی صاحب کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہین بہتری حدیثین ایسی ہین جو اس فن کے لوگون کے نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین اور بہتری حدیثین انکی نزدیک موضوع اور آنحضرت کے قول سے بذریعہ کشف صحیح ہو جاتی ہین -

---

معاملات کئے جنسے آنحضرت کا ابن صیاد سے ڈرنا صحابی کے خیال مین آیا - (جیسے آنحضرت کا جہپ کر ابن صیاد کے حالات دیکھنا اور اسکا امتحان کرنا وغیرہ جو ہماری تحریر نمبری ۷ و ۸ بیان ہوئے ہین) تو اس صحابی نے کہدیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابن صیاد سے ڈرتے تہے - لہذا اس کہنے سے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ یہ کلمہ مین ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتا ہون آنحضرت نے خود فرمایا - اور صحابی نے اسکو آنحضرت ؐ کے منہہ سے سنا -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۸)

۵ اس سوال و جواب مین بہی آپنے تدلیس و تلبیس سے کام لیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے نہ ہمارا سوال پورا نقل کیا ہے اور نہ اسکا جواب پورا دیا - ہمارا سوال تحریر نمبری ۵ مین بصفحہ (۲۸۴) اور آپ کا دعوے تحریر نمبری ۴ مین بصفحہ (۲۳۱) جسپر وہ سوال کیا گیا تہا ناظرین ملاحظہ کرین و انصاف سے کہین کہ ہمارا صرف یہی سوال تہا ؟ اور اوسکا یہی جواب ہے - ؟ -

اب[1] اگرچہ مین اسبات پر زور نہین دیتا کہ ایمانی طور پر آنمکرم کا یعنی آپکا یہی عقیدہ ہے لیکن مین آپ کے فحوای بیان سے سمجھتا ہون بلکہ ہر یک تدبر کرنیوالا سمجھ سکتا ہے کہ امکانی طور پر ضرور آپکا یہی عقیدہ ہے کیونکہ اگر یہ امر یکلی آپ کے عقیدہ سے باہر تہا تو پہر اسکا ذکر کرنا بطور لغو ٹہیرتا[2] ہے جو آپ کی شان سے بعید ہے انسان جس کسی کا قول یا مذہب اپنے ریویو مین بطور نقل کے ذکر کرتا ہے وہ اپنے مویدات دعوے اور رائے کی تہ مین لاتا ہے اور یا اسکے ردّ کی غرض سے لیکن صاف ظاہر ہے کہ آپ اس قول کو اپنے مویدات دعوے کے ضمن مین لائے ہین چنانچہ آپنے بغیر اسکے ایسے دعوے کی تائید کے لیے ایک

---

[1] اب ایکبار سوچہا کہ ہمارا جواب پورا جواب نہین تو آپکو بر طبق مثل چور کی ڈاہڑی مین تنکا یہ کہٹکا ہوا کہ اس سوال مین یہ امر ہی تو برج تہا کہ کشف سے احادیث کو صحیح و موضوع قرار دینے کی نسبت مولف رسالہ اشاعۃ السنۃ نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہے جسکا ہمنے کوئی جواب نہین دیا تو آپنے تنکا نکالنے کو لئے یہ کہا ہے کہ اگرچہ اس امر کی نسبت آپنے اپنا اعتقاد ظاہر نہین کیا مگر آپکو فحوائے کلام سے سمجھ مین آتا ہے کہ آپکا عقیدہ اسکے مرافق ہوگا ورنہ وہ قول آپکو مویدات مین نہ کرنا چاہیے تہا۔ اسکا جواب ہمنے تحریر نمبری ۶ و ۷ مین مفصل دیدیا اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشف کو دریعہ سے احادیث کی تصحیح و تضعیف سے ہمنے اشاعۃ السنۃ مین اتفاق نہین بلکہ اختلاف ظاہر کر دیا تہا۔ اور اس قول کی نقل سے ہمارا ادہی مقصود تہا جس سے اس قول کو تسلیم کرنا لازم نہین آتا۔ ص ۱۰۱ ملاحظہ ہو۔

[2] اسمقولہ مین لغو ٹہیرتا ہی کہ اسکی نقل ہی کوئی اور مقصد نہ ہو۔ اور جس حالتمین اس قول کے نقل سے اور مقصود بسی پر چہ اشاعۃ السنۃ مین (جہان یہ قول منقول ہی) بیان ہو چکا ہے تو پہر اسکی نقل بلا اعتقاد کو لغو ٹہیرانا خود لغو کہنا ہے۔

کتابی کی حدیث بھی کیون ہے کہ محدث کا الہام دخل شیطان سے محفوظ کیا جاتا ہے بلکہ
ملتن نے اپنے کیلئے طور پر تصریح کر دیا ہے کہ آپ اسی قول کے حامی ہین گو ایمانی طور پر نہین
مگر مسلمانی طور پر ضرور حامی ہین اور میرے لئے صرف اسیقدر کافی ہے کیونکہ میرا
مطلب تو صرف اسیقدر ہے کہ حدیثین اگرچہ صحیح ہی ہون لیکن انکی صحت کا مرتبہ
ظن یا ظن غالب سے زیادہ نہین سو ان حدیثون کی حقیقی صحت کا پرکھنے والا قرآن مجید
ہے اور قرآن مجید جسقدر اپنے معاد اور اپنے کمالات بیان کرتا ہے انپر نظر غور ڈالنے سے
بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اپنے تئین اپنے اسرار کی تصحیح کے لئے محک ٹھہرایا ہے
اور اپنے ہدایتون کو کامل اور اعلےٰ درجہ کی ہدایتین بیان فرمایا ہے جیساکہ وہ اپنی شان
مین فرماتا ہے۔

۱؎ احدیث کی نقل و تسلیم صحت سے یہ لازم نہین آتا کہ کشف کو ذریعہ سے احادیث صحیحہ کا
موضوع ہونا ہماری نزدیک مسلم ہے ہمارے نزدیک جو محدث ہونیکا دعوے کرے اور احادیث صحیحہ
اتفاقیہ کو کشف کو ذریعہ سو موضوع کہہ دے محدث نہین شیطان ہے ہماری تحریر نمبری (۸) ملاحظہ ہو

۲؎ اسقدر کیون۔ یہ مقدار کسنے مقرر کر دیا۔ اور اس امر مین کہ احادیث صحیحہ کا مرتبہ ظن یا غالب ظن سے
زیادہ نہین کسنے اپنے سے نزاع کی تھی۔ اور یہ سلسلہ آپ سے کس نے چھیڑا تھا جسپر آپکو اس مقدار کی بیان
و تقریر کی ضرورت ہوئی۔ آپنے اس بیان اور تقریر مین ناحق و بلا ضرورت خروج از بحث
کیا جسکی یہ سزا تین دفعہ ہے۔

۳؎ حقیقی صحت کے لفظ سے اگر آپکی مراد قطعی صحت ہے تو اسکو پرکھنے کیلئے قرآن معیار نہین ہو سکتا
جو حدیث ظنی ہے وہ موافقت قرآن کی حالتین بھی ظنی ہی رہیگی۔ موافقت مضمون قرآن اوسکو
قطعی نہ بنا دیگی۔ اور اگر موافقت مضمون قرآن موجب صحت یا قطعیت ہو سکتی ہے تو پھر ایسے
کو ایک موضوع حدیث جسکا مضمون قرآن کی موافق ہو صحیح یا قطعی ہو (جسکا کوئی مسلمان قائل نہین)

خروج از بحث

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

فیہا کتب قیمۃ - فصلناہ علی علم - یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الی النور - ونعلمکم مالم تکونوا تعلمون - قل ان ھدی اللہ ھو الھدی فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی - آیاتہ اباطیل من بین یدیہ ولا من خلفہ - فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا - ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم - ان فی ھذا لبلاغا لقوم عابدین وانہ لحق مبین - حکمۃ بالغۃ - تبیانا لکل شیء روحا من امرنا - نورا علی نور - انزل الکتاب بالحق والمیزان - ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان - انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون فصلناہ علی علم انہ لقول فصل لا ریب فیہ - وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذین اختلفوا فیہ و

اور اگر اس قطعی صحت کا مطلب کچھ اور بطن قائل ہے تو اسکے اظہار پر اسمیں گفتگو کی جائیگی

لہ ان آیات کا ترجمہ وہی خصوصیات و صفات ہیں جنکو کاذبانی نے بعد ختم آیات بمنزوار بیان کیا ہے ان صفات و خصوصیات میں ایک خصوصیت بھی ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ قرآن احادیث صحیحہ بنویہ کی صحت و قطعیت کیلئے معیار و محک ہے - ناظرین غور و انصاف سے ان خصوصیات و صفات کو ملاحظہ کرین اور داد انصاف دیکر کہین کہ ان آیات کا نقل و بیان میں کاذبانی نے خروج از بحث کیا ہے یا نہیں (مفہوما ان آیات کو سوال زیر بحث سے تعلق ہے خصوصیت نمبری ۱ میں آپنے قرآن کا سچہ کی شناخت کے لئے محک ہونا بیان کیا ہے سو وہ ان آیات میں سے کسی آیت کا ترجمہ نہیں ہے ہاں تو بھی احادیث صحیحہ بنویہ سوا اسکا کچھ تعلق نہ ہوتا - حدیث صحیح خود ہی بذات خود حجت ہے - وہ صحت و ثبوت کو بعد ثبوت حق ہونیکے ثبوت میں کسی اور کسوٹی پر لگانیکی محتاج نہیں ہے

لہ یہ متعدد آیات کے الفاظ ہیں جنکو آپنے ایک آیت قرار دیا ہے - اور انکا ترجمہ بھی نمبری ۱۴ میں ایسا کیا ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ آپکو ایک بیتہ بھی مترجم قرآن عربی میں اس آیت کا بایں الفاظ و ترتیب متعدد پارچہ بیان

خروج از بحث